سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب (ایڈیٹرز)
مشن منزل وارث روڈ - لاہور
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم - اے (ایمپرس روڈ - لاہور) منیجر

جملہ خط وکتابت و ترسیل زر
بنام منیجر صاحب ہونا چاہیے۔
اور مضامین و اشتہارات وغیرہ
برائے اندراج بنام ایڈیٹرز
ارسال فرماکر ممنون فرمائیں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

جلد ۵۲	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہی - ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء	نمبر ۳۹

غزل

(از قلم مولوی نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی)

از پسِ پردہ نما چہرِ رخِ رخشان را — تا شود صبح نمودار شبِ ہجران را
چند گوئی کہ رفو امر محال است بعشق — سوزنِ چاکِ دلم چون بکنی مژگان را
من از آن وقت کہ شد زیورِ پایت خلخال — در جنون ساختہ ام زیورِ پا جولان را
حالِ زارِ دلِ خون گشتہ تو پرسیم چہ — قطرۂ خونِ جگر مہر کنم عنوان را
طبع افراخت لوای سخنِ پارسیم — ہمت آن است کہ تسخیر کنم ایران را
اے سکندر بچہ کار آمدت ایوانِ رفیع — صرصرِ مرگ چو انداخت چہار ارکان را
قدرتِ صانع از سر حدِ فہم است بروں — نیست ممکن کہ دران دخل بود امکان را
شعلۂ عشق بدامانِ شفق زد آتش — مہر ہم یک شرر است آہِ دلِ سوزان را
پرسش حال مکن صورتِ زارم بنگر — چہرہ ام آئینہ دار است غمِ پنہان را
امشب اے شاہدِ مقصود نما جلوۂ حسن — تا فدای تو کنم جان و دل و ایمان را

این قدر از پئِ عشقِ تو حریص است نصیر
کاندریں راہ قدم ساخت بُنِ دندان را

رُباعیاتِ مِنّت

آغاز میں باپ آسمانی تو نے — ۲۸ ذلت جو ملازمت کی جانی تو نے
منت کے نمونہ اور سکھانے کیلئے — آدم کو سکھائی باغبانی تونے
تحصیلِ علوم مصریانی کی تھی — ۲۹ الہام کی جس نے ترجمانی کی تھی
سُرخاب کا پر لگا ہو کس کے منت — موسیٰ سے نبی نے گلہ بانی کی تھی
گو مہر غریبوں پہ بہت بھاری کی — ۳۰ طاعت سے امیروں کے خود انکاری کی
انسان کے فرزند تو کیا ہیں منت — اللہ کے بیٹے نے بھی نجاری کی
گو علم میں اس نے سینہ سوزی کی تھی — ۳۱ حاصل نہ اطاعتوں سے روزی کی تھی
اک عرصہ فرشتوں میں رہ کر منت — پولوس نے آپ خیمہ دوزی کی تھی
گیدڑ کا سگ زر دبرادر ہی تو ہے — ۳۲ ماتحت ہوا جس کے وہ افسر ہی تو ہے
منت وہی مطلب ہے بالفاظ دگر — نوکر ہو خدا کا بھی تو نوکر ہی تو ہے
نوکر تو ہے کم مگر برابر ہے دوست — ۳۳ وہ کچھ بھی نہیں گر ہو اعلیٰ قسمت دوست
عیسو نے بہ خوں خرید منت سے کہا — خادم نہ کہوں گا تجھ کو آگے اے دوست
جاہل کی زباں میں نہ سخن میں خوبی — ۳۴ رفتار میں خوبی نہ چلن میں خوبی
بے علم کے اس ہند میں اب اے منت — صنعت میں لفاست ہو نہ فن میں خوبی
تعلیم و تعلّم کی ہے اسکیم عبث — ۳۵ آئین قدیمہ ہوا ترمیم عبث
ہندی یہ سمجھتے نہیں ابتک منت — پیشہ نہ سکھایا تو ہے تعلیم عبث
لکھ پڑھ کے ہم آپ محو پیشہ ہو جائیں — ۳۶ روباہ سرشت شیر بیشہ ہو جائیں
پا جائے فروغ دستکاری منت
یہ اہل قلم جو اہلِ تیشہ ہو جائیں

لوگوس اور مسیح کلمتہ اللہ

گذشتہ سے پیوستہ

خواجہ صاحب کا طرز استدلال یہ ہے کہ چونکہ یوحنا رسول لفظ لوگوس استعمال کرتا ہے۔ اس واسطے یوحنا رسول نے فائلو کی فلسفیانہ کتب کا مطالعہ کر کے اس کو اپنا ماخذ اور سرچشمہ بنایا ہے حالانکہ آپ خود مقر ہیں کہ انجیل میں لوگوس بمعنے کلام اور فائلو میں لوگوس بمعنے دانش آیا ہے ہم نے یوحنا رسول کی تعلیم اور حکیم فائلو کے فلسفہ میں بنیادی فرق بھی دکھا دیئے ہیں اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ دونوں مصنفوں کا ماخذ درحقیقت کتب یہود ہیں۔ دونوں ایک ہی لفظ لوگوس کو اختیار کر کے اپنے اپنے پیرایہ میں اپنے اپنے مذاق کے مطابق اس لفظ کو وسعت دیتے ہیں۔ خواجہ صاحب نے ہم کو قریباً تیس الفاظ بھی بتائے تھے۔ جو کہ فائلو کی متعدد تصانیف اور انجیل چہارم میں مشترک تھے اور ہم نے ثابت کر دیا تھا کہ الفاظ کا مشترک ہونا شعرا کے اشعار کی طرح سرقہ پر دلالت نہیں کرتا اور نہ یہی ثابت کرتا ہے کہ فائلو یوحنا رسول کا ماخذ تھا۔ اب ہم خواجہ صاحب کو ان مشترکہ الفاظ کی اصلی وجہ بتاتے ہیں چونکہ فائلو اور یوحنا رسول دونوں کا ماخذ ایک ہی ہے۔ یعنی اہل یہود کی کتب مقدسہ۔ اور چونکہ دونوں نے ان کتب مقدسہ کا بخوبی مطالعہ کیا ہوا ہے اور عہد عتیق کی کتب پر غور و خوض کر کے اس کی تعلیم میں دونوں نے غوطہ لگایا ہوا ہے۔ لہٰذا جو الفاظ وہ کبھی کبھی لوگوس کی نسبت استعمال کرتے ہیں لیکن ان الفاظ پر دونوں مصنف مختلف معنے چسپاں کرتے ہیں۔ ایک فلسفیانہ رنگ میں ڈوبا ہے۔ اس کے تمام الفاظ حکیمانہ معنے میں ہم کو سمجھنے ہونگے۔ دوسرا مذہبی رنگ میں رنگا ہے اور اس کے تمام الفاظ اخلاقی اور مذہبی پہلو سے ہم کو سمجھنے ہونگے۔

ہم نے دیکھا ہے کہ حکیم فائلو لفظ لوگوس کو بمعنی اصول دانش اس واسطے استعمال کرتا ہے تاکہ یونانی فلسفہ اور یہودی خیالات میں تطبیق کر کے یہ ثابت کرے کہ یونانی حکما کا اصول دانش درحقیقت یہودی کتب سماوی کا ہی اصول دانش ہے۔ جو تمام کائنات میں ظہور پذیر ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مقدس یوحنا نے اس لفظ لوگوس کو کیوں اختیار کیا اور اس کی علت غائی کیا تھی؟

مقدس یوحنا نے جہاں کتب یہود کا بخوبی مطالعہ کیا تھا اور ان میں اس نے غواص ہو کر غوطہ لگایا تھا وہاں اس نے خداوند مسیح کی آمد۔ زندگی اور موت اور قیامت پر بھی بہت غور و خوض کیا تھا اور اپنے روحانی تجربہ سے معلوم کیا تھا کہ "خداوند فی الحقیقت دنیا کا منجی ہے"۔ آپ زندگی کے کلام کی بابت جو ابتدا سے تھا اور جسے اس نے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا بلکہ غور سے دیکھا۔ اب وہ اس کی گواہی دینا چاہتا ہے تاکہ اور بھی اس کے ساتھ شریک ہوں۔ یہ رسول چاروں طرف نگاہ کرتا ہے تاکہ وہ اپنے تجربہ کے ذریعہ دنیا کے منجی کو آس پاس کے لوگوں پر کسی عام فہم لفظ سے ظاہر کرے۔ وہ اس مقصد کے لئے لفظ لوگوس کو اختیار کرتا ہے جو اس کے معاصرین خواہ یہودی خواہ یونانی تمام کے تمام جانتے تھے اور اس لفظ کا اطلاق خداوند مسیح پر کر کے اپنے معاصرین پر خداوند کی آمد۔ حیات۔ موت اور قیامت کا حقیقی مطلب ظاہر کرتا ہے اس غرض کے لئے وہ عہد عتیق کے لفظ "کلام" کو لیکر اس کی توسیع کر کے خداوند پر چسپاں کرتا ہے۔ لفظ "لوگوس" اس زمانہ میں ایک عام فہم لفظ تھا جو ہر لکھا پڑھا شخص یہودی اور یونانی استعمال کرتا تھا۔ خواجہ صاحب کی کتاب کو پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جناب کا خیال ہے کہ اس لفظ "لوگوس" کا ٹھیکہ حکیم فائلو نے لے رکھا تھا۔ بس جو شخص لفظ لوگوس استعمال کرتا ہے وہ فائلو کا مقروض ہے۔ یہ طرز استدلال ایسا ہی ہے جیسا کوئی شخص کہے کہ چونکہ لفظ "رسول" قرآن میں وارد ہوا ہے اس واسطے جو شخص لفظ "رسول" بولے یا لکھے اس نے قرآن کا ضرور مطالعہ کیا ہے اور بقول جناب "وہی عقائد اور وہی باتیں بیان کی ہیں جو قرآن کریم میں مروج ہیں"۔ ایسی بودی اور کمزور دلیل کی ہمیں خواجہ صاحب سے توقع نہ تھی۔ خواجہ صاحب کو ہم بتائے دیتے ہیں کہ لفظ "لوگوس" ایک معمولی عام فہم لفظ تھا جس کو مقدس یوحنا نے ایک خاص معنے میں استعمال کیا ہے وہ اپنے یہودی اور یونانی ہمعصروں سے کہتا ہے "تم جس چیز کی تلاش میں ہو وہ یسوع مسیح ہے وہی کلمہ ہے"۔ یوحنا رسول کلمہ یا لوگوس کے تصور کے ذریعہ لوگوں پر خداوند مسیح کا خدا اور دنیا کے ساتھ حقیقی رشتہ ظاہر کرتا ہے اور خداوند کی زندگی اور موت اس کے اقوال اور افعال اور اس کے مکاشفہ کو اس کلمہ یا لوگوس کی تعلیم کے ذریعہ لوگوں کے دلوں پر نقش کرتا ہے۔ کلام کی تعلیم تو پرانی تھی۔ لیکن اس لوگوس کے تصور کا اطلاق خداوند مسیح پر کرنا ایک نئی بات تھی اور اس حقیقت کو ایک خاص انکشاف ربانی تسلیم کیا گیا ہے جس کا الہام یوحنا رسول کو ہوا (صفحہ ۱۰)۔ "لوگوس کے لفظ کے ذریعہ یونانی اور یہودی اپنے اپنے مذہبی خیالات کا اظہار کرنے کی کوشش میں لگے تھے۔ تاکہ اس لفظ کے ذریعہ ایک حاضر و ناظر ذات کے متعلق انکشاف الہٰی کا اظہار کریں یہودی اپنی کتب کی بنیاد پر اس زمانہ میں خدا کی ذات اور کلام کا ایسا گہرا تعلق دکھاتے تھے جو قریباً یکجائی کے درجہ پر تھا۔ علاوہ ازیں لفظ کلام یہود اور مسیحیوں میں خدا کے مکاشفہ کے لئے مستعمل تھا۔ (یسعیاہ ۲: ۱ عاموس ۱: ۱ وغیرہ) پس مقدس یوحنا نے لفظ "کلام" کو خدا کے اس کامل مکاشفہ کے لئے استعمال کیا ہے جو یسوع مسیح میں ہوا اور یوں ابن اللہ کو ذات الٰہی کا کامل مظہر اور انسانیت کا کمال اور ازلی کلمہ ثابت کیا۔

برکت اللہ ازنارووال۔

نورافشاں

مطبوعہ - ۲۶ ستمبر ۱۹۲۴ء

ڈلہوزی میں مسیحی خدمت

پادری قاضی خیر اللہ صاحب پروفیسر سینٹ جانس کالج لاہور عجیب و غریب مسیحی زندگی کے بزرگ ہیں جنکی زندگی کا آرام و خوشی ہی مسیحی خدمت کا انجام دینا بنگیا ہو۔ لاہور میں رہتے ہوئے جو کچھ آپ کرتے رہتے ہیں وہ تو اہل لاہور کو معلوم ہی ہو۔ پر آپ اور آپ کی میم صاحبہ نے جو کچھ گرمی کی رخصتوں میں ڈلہوزی پہاڑ پر کیا وہ بھی غیر معمولی کام ہو۔ آپ اور آپ کی میم صاحبہ اگست ماہ کے آخر میں پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ رخصت کا تمام وقت ڈلہوزی اور اُس کے گرد و نواح کے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں میں مسیحی خدمت کرنے میں صرف کیا۔ ۱۵ غیر مسیحی اصحاب کو پادری ڈگلیٹی صاحب کے ہاتھ سے بپتسمہ دلایا۔ پادری ڈگلیٹی صاحب آپ کے اور آپ کی میم صاحبہ کے مسیحی کام سے نہایت خوش ہوئے۔ مسیحیوں کو آپ کی خدمت کے وسیلے سے بڑی تازگی حاصل ہوئی۔ بہت سے متلاشی بھی ہوگئے۔ ہماری دعا ہو کہ خدا ان تمام مسیحیوں اور نو مریدوں کو استقامت بخشے۔ آمین۔ کاشکہ دیگر مسیحی خدام بھی قاضی صاحب کی تقلید کیا کریں ٭

اچھوت بل کی ضرورت

اچھوت اور چھوت کی بیماری ہندو دھرم اور ہندو قوم کا بچہ ہے۔ جس نے ہند کے اصلی باشندوں کو اور مہتروں اور چماروں کو ہزاروں سال سے فنا کیا ہے ان کا موجودہ بقیہ اس لعنت کے سبب سے حقوق انسانی سے عام طور سے محروم ہوکر انواع و اقسام کی آفات میں مبتلا ہو جنکا بیان کرنا محال ہو۔ کوئی پیشہ یا کام انسان کو نیچ نہیں بناتا ہے۔ مگر اچھوت اپنے پیشہ اور ذات کی وجہ سے ناپاک بنائے گئے ہیں۔ ہندو دھرم نے ان کا باد آدم ہی دوسرا مقرر کیا ہو۔ اس پر تمام ہندوستان کی ہندو قوم کے پیشواؤں نے سناتنی صاحبان اور آریہ اصحاب نے۔ کانگرس اور مہاتما گاندھی نے اچھوت کی لعنت کے خلاف برسوں سے شور مچا رکھا ہو۔ ہندوستانی مسیحی اور مسلمان پیشتر ہی اسے دور کرنے میں کوشاں تھے اس وقت گویا اچھوت اور چھوت کی لعنت کے خلاف تمام ہندوستان ہم آواز ہو۔ اب مہربان گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کو اچھوت اور چھوت کے خلاف بل یا ایک قانون بنانے کا عمدہ موقع ہے۔ ایسے قانون کی ضرورت کا احساس تمام ہند میں موجود ہو چھوت اچھوت کو ایک جرم قرار دیا جائے۔ اس سے ہزارہا جرائم کا سد باب ہو جائیگا۔ ہم نہایت ادب سے اپنی مہربان گورنمنٹ کی توجہ اس بل کی طرف مبذول کراتے ہیں کہ وہ اس وقت اچھوت بل پاس کرکے، کروڑ بنی آدم کو اچھوت اور چھوت کی لعنت سے رہائی دلائے تاکہ وہ بھی شریف ہندوستانیوں کی انسانی نعمتوں کو حاصل کرسکیں۔

کونسلیں

یو۔پی کی لیجس لیٹو کونسل نے ایک چرخہ کی بابت اس مطلب کی قرارداد پاس کی ہو کہ یو۔پی کے صوبہ میں جملہ لڑکوں لڑکیوں کے مدارس میں چرخہ کاتنا لازم کیا جائے ہم خوشی سے اس قرارداد کا خیر مقدم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ دیگر صوبہ جات کی کونسلیں بھی یو۔پی کی پیروی جلد کرینگی۔ پرائمری۔ مڈل اور میٹریکولیشن مدارس میں چرخہ کی گھوں گھوں اور روں روں تمام ہند میں پھر شروع ہو جائیگی ٭

مولوی نعمت اللہ خاں احمدی کا کابل میں سنگسار کیا جانا

مولوی نعمت اللہ خاں احمدی اپنے عقائد کی اشاعت کے جرم میں والیِ کابل کے حکم سے سنگسار کروا کر مروا دیا گیا جس پر ہندوستان کے ہندو مسلم اور احمدی اخبارات میں خلاف اور موافق فعل سنگساری اب تک بحث ہو رہی ہو۔ امیر کابل کے اس فعل کو ایک طرف تو جائز اور دوسری طرف ناجائز ٹھہرایا جا رہا ہے۔ نورافشاں کے نزدیک امیر کابل کا مولوی نعمت اللہ خاں کو سنگسار کرنا مسیحی، اسلام اور انسانیت کے قطعی خلاف ہو۔ پر جس اسلام کو احمدی اور غیر احمدی اصحاب اسلام سمجھے ہوئے ہیں اُس کے ہرگز خلاف نہیں ہو۔ اگر امیر کابل کو الزام دینا ہو تو پہلے اس اسلام پر حکم لگانا چاہیے۔ جسے امیر کابل اور دنیا کے مسلم اور احمدی اصحاب مان رہے ہیں ٭

کانگرس اور عدم تعاون

مہاتما گاندھی نے کانگرس کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو اکٹھا کرنے کے لئے ذیل کی تجاویز کو مد نظر رکھ لیا ہے (۱) کانگرس تمام بائیکاٹ (بجز دیسی کپڑے کے بائیکاٹ کے) ۱۹۲۵ء تک ملتوی کر دیگی (۲) انگریزی کپڑے کا بائیکاٹ بھی چھوڑ دیگی (۳) کانگرس اپنی تمام سرگرمیاں تعمیری پروگرام پر مرکوز کر دیگی یعنے کھدر۔ ہندو مسلم اتحاد اور اچھوت پن کو دور کرنا ہی اس کا پروگرام رہیگا (۴) موجودہ قومی درسگاہوں کی سرپرستی کی جائیگی (۵) چندہ ممبری جہاں ۴ سالانہ ہو وہاں ہر ایک ممبر دو ہزار گز سوت کاتیگا ٭

اس نئی کانگرس کے اجزاء ترکیبی کی بابت جو ابھی سے طے دے ہو رہی ہو اس کی بابت ہم اسی قدر کہہ سکتے ہیں کہ موطن اس پر بھی اختلاف رائے پر جم رہے ہیں۔ صفائی سے لکھ رہے ہیں کہ مہاتما گاندھی عدم تعاون کو عملی لباس پہنانے میں ناکام رہ کر اب التوا کی

صورت میں اس سے پیچیدہ ٹیکنیکل فکریں کر رہے ہیں اُن کی یہ خواہش معلوم ہوتی ہو کہ عدم تعاون کو ابھی سے ہمیشہ کے واسطے رخصت کر دیا جائے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کانگریس کی نئی تجویزوں کا کیا انجام ہوگا +

ہندو مسلم اتحاد یا نفاق

ہندو مسلم اتحاد کی گورنمنٹ طالب چلی آئی۔ ہندو مسلم اتحاد کی اِنڈین نیشنل کانگرس خواہشمند چلی آتی ہے۔ ہندو مسلم اتحاد کے شیدائی ہندہ راگ گا رہے ہیں۔ اس اتحاد کے خود مسلم زور شور سے شور مچاتے رہے ہیں۔ اب تک اتحاد کے حامیوں کی کوششیں جاری ہیں پر تعجب اس میں ہے کہ جس قدر اتحاد کے حامیوں نے اتحاد کی کوششیں کی ہیں اُن کا ساف بلکہ خطرناک نتیجہ نفاق کا پیدا ہوتا رہا ہے۔ امن پسندی کا فور ہوتی رہی ہو۔ ہندو مسلمانوں میں باہمی نفاق رونما ہو کر فساد کی صورت اختیار کرتا رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ معاملہ کیا ہو۔ ایک طرف بدامنیوں سے گورنمنٹ تنگ ہو رہی ہے۔ دوسری طرف امن پسند رعیت کا مال و جان تباہ ہو رہا ہو۔ ایک طرف ہندو مسلم اتحاد کے دل خوش کن راگ سُنائی دیتے ہیں۔ دوسری طرف ہندو سنگھٹن۔ ہندو مسلم تنظیم کے شور سُنائی دیتے ہیں۔ ایک طرف کانگریس ایک کروڑ والنٹیئر کی بھرتی میں کوشاں ہے دوسری طرف ہندو مسلم اتحاد کی متقاضی ہے۔ یہ تمام حالات واسباب صفائی سے بتلا رہے ہیں کہ ہندوستان کے کرہ ہوائی میں جو ہندو مسلم اتحاد کے شور سُنائی دیتے ہیں۔ اُس کے معنی ہندو مسلم نفاق پیدا کرنے کے ہیں امن پسند ہندوستانیوں کی جانوں اور اُن کے مالوں کو خطرے میں ڈالنے کے ہیں۔ گورنمنٹ ہند کو پریشان کرنے کے ہیں۔ سوراجیہ اور ہندو سنگھٹن اور تنظیم اور شدھی کی تحریکیں جب سے شروع ہوئی ہیں۔ سینکڑوں ہندو مسلمان اس عنقا صفت اتحاد کی نذر ہو چکے ہیں۔ ہنوز روز اول ہی ہے۔ ہم گورنمنٹ اور قوم کے رہنماؤں سے درد بھرے دل سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ ان اسبابوں کی گہری تلاش کریں جو ہندو مسلم صاحبان کو باہم لڑانے والے ہیں۔ اس دبا کو روکنے کا جلد انتظام کیا جائے ورنہ اہل وطن تباہ ہو جائینگے۔

ہندو مسلم نفاق اور مہاتما گاندھی کا ۲۱ دن کا روزہ

ہندو مسلم نفاق کی مختصر خونریزیوں کا قصہ طویل ہے جس پر لکھنؤ اور کوہاٹ کے خوفناک فسادوں کا ابھی تازہ اضافہ ہوا ہو جن کے نتائج سے متأثر ہو کر مہاتما گاندھی نے ۲۱ روز کا روزہ رکھا ہو خیال کیا جاتا ہو کہ یہ روزہ مہاتما گاندھی کے لئے خطرناک ہوگا۔ لیڈران قوم پر اس روزہ سے دو اہم فرائض لازم ہو گئے ہیں۔ ایک تو یہ ہو کہ وہ بہت جلد مہاتما کی زندگی کی فکر کریں۔ دوسرا بھاری کام اُن پر یہ آ پڑا ہو کہ وہ ہندو مسلم اتحاد کو بہت جلد قائم کریں۔ اتحاد پر مہاتما جی کی زندگی کا انحصار ہو گیا ہو۔ اتحاد ہو گیا تو مہاتما جی بچ جائینگے۔ اگر نہ ہوا تو مہاتما جی اور آپ کے ساتھ ہندوستان کی امیدیں بھی گئیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس روزہ کا مہاتما جی پر کیا اثر ہوگا۔ پر ہم ایک بات ضرور کہہ سکتے ہیں اور وہ یہ ہو کہ تمام ہندوستان میں ہندو مسلم اتحاد ہونا محال ہو۔ کیونکہ خصوصاً ہندو اخبارات کی اشتعال انگیزیاں نہ بند ہوں نہ اتحاد کی کوئی صورت پیدا ہو۔ جن کے جواب میں مسلم اخبارات بھی خاموش نہیں ہو سکتے۔ اکھاڑوں کے پہلوان بھی روزہ کھولنے کے وقت کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اس وجہ سے امید نہیں کہ ۲۱ دن کے اندر اتحاد کی صورت نکل آئے اگرچہ مہاتما گاندھی کے روزے نے فی الحال تمام ملک اور اخباروں میں حیرت انگیز اثر پیدا کیا ہے۔ لاہور کے بعض مسلم اخبارات نے اپنی روش بدلنے کا تو اظہار کر دیا ہو پر ہندو اخبارات میں سے کسی نے اپنی روش بدلنے کا اظہار نہیں فرمایا۔ یہ امن کا نشان نہیں ہے +

جنگ کی آگ

گو اہل دنیا یورپ کی عالمگیر جنگ سے تھک چکے ہیں فاتح و مفتوح دونوں جنگ سے توبہ کر چکے ہیں۔ پر یورپ سے باہر کہیں کہیں جنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ مراکو میں گورنمنٹ سپین اور اہل مراکو۔۔ جنگ میں مصروف ہیں۔ کوہ کاف میں روسیوں نے بغاوت پر غلبہ حاصل کر لیا ہے۔ پر ملک چین میں ہنوز خانہ جنگی کی ترقی ہے۔ افغانستان میں امیر کابل اور اہل خوست میں ابھی ابھی ایک خونناک جنگ ہو چکی ہے جس میں شاہی افواج کو فتح حاصل ہوئی ہے۔ عرب میں سلسلہ جنگ جاری ہو۔ وہابی افواج کا بادشاہ حسین پر حملہ ہو چکا ہے۔ باقی پھر کبھی۔

نسل انسانی کے ہبوط

پر

تقدس مآب مولوی محمد علی صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ کے خیالات

اور

حضرت مولینا مولوی پادری سلطان محمد خاں صاحب افغان کے تصحیحات

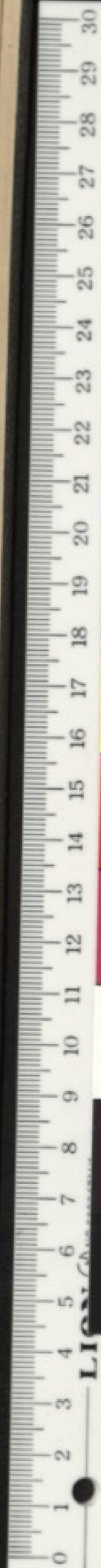
(۳)

بسلسلۂ اشاعت گذشتہ

فازلھما الشیطٰن

"پس آدم اور حوا کو شیطان نے ڈگمگا دیا؟"

تقدس مآب مولوی صاحب اپنے مضمون زیر بحث کے دوسرے حصہ میں یوں تحریر فرماتے ہیں "بروئے قرآن کریم حضرت آدم بے گناہ پیدا ہوئے جس طرح ہر انسان کا بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے **شیطان نے اُنہیں ورغلایا اور اُن سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی۔ مگر اُنہوں نے گناہ نہیں کیا۔** کیونکہ گناہ کے لئے ارادہ ضروری ہے اور قرآن کریم



حضرت آدم کے متعلق صاف الفاظ میں شہادت دیتا ہے۔ **فنسی** وہ بھول گئے۔ **ولم نجد لہٗ عزماً** (طٰہٰ۔ ۱۱۵) ہم نے اس میں ارادہ نہیں پایا۔ پھر ایک جگہ اُن کی اس نافرمانی کو زلت سے تعبیر کیا اور زلت وہ ہے جو بغیر قصد و ارادہ کے سرزد ہو جائے فازلہما الشیطان (البقرہ ۳۶)؛

تاکہ ناظرین مضمون زیر بحث کو اچھی طرح اپنے ذہن میں ترتیب دے سکیں اور اُس کے سمجھنے میں مزید سہولت ہو ہم فقرۂ بالا کو تجزیہ کر کے ہر ایک جزو کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرینگے۔ جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) "بروئے قرآن حضرت آدم بے گناہ پیدا ہوئے۔ جس طرح ہر انسان کا بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہو"۔

(۲) "شیطان نے اُنہیں ورغلایا اور اُن سے اللہ تعالٰی کے حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی۔ گو اُنہوں نے گناہ نہیں کیا کیونکہ گناہ کے لئے ارادہ ضروری ہو"۔

(۳) "قرآن کریم شہادت دیتا ہو کہ وہ بھول گئے فنسی ولم نجد لہ عزما ہم نے اس میں ارادہ نہیں پایا"۔

(۴) "اُن کی نافرمانی کو زلت تعبیر کیا اور زلت وہ ہے جو بغیر قصد و ارادہ کے سرزد ہو جائے ازفازلہما الشیطان"۔

(۱) جزو اوّل کے متعلق ہم اپنے اس مضمون کے حصہ دوم میں بالوضاحت لکھ آئے ہیں کہ آدمؑ کے "**بے گناہ** پیدا ہونا" خاص الکتاب کی تعلیم ہے۔ اور اس پر بائبل کے حوالجات بھی لکھ آئے ہیں۔ مزید اطمینان کے لئے یہاں ایک نہایت زبردست اور مشہور و معروف عالم علم الٰہیات کا قول بھی نقل کئے دیتے ہیں۔ تاکہ ہمارے فاضل مولوی صاحب کو یہ گمان نہ ہو جائے کہ "**آدم کا بے گناہ پیدا ہونا** کسی مسیحی کا شخصی عقیدہ ہے۔ پروفیسر جیمس ارؔ۔ ڈی ڈی اپنی مشہور کتاب دی کرسچن ویو آف گاڈ اینڈ دی ورلڈ کے حصہ اوّل میں اُن لوگوں کے جذبات ناؤ وغیرہ کی تردید کرتے ہیں

آدم کے بے گناہ پیدا ہونے کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ۔

اب ہم دوسرے قسم کے قیاسات کا ذکر کرتے ہیں۔ جن کے رو سے یہ مانا جاتا ہو کہ گناہ انسان کی جبلت میں موجود ہے۔ ان خیالات کی خصوصیت یہ ہو کہ ان کے مطابق گناہ فطرت انسانی کا خاصہ جبلی مانا جاتا ہو۔ حالانکہ بائبل کی تعلیم اس کی بابت یہ ہو کہ دنیا میں بدی آپ سے آپ پیدا ہوئی ہو۔ **اور انسان کی فطرت ابتدائے آفرینش میں اس سے پاک اور بے لوث تھی** (اُردو ایڈیشن صفحہ ۱۷۱)

باقی رہا یہ امر کہ "**ہر انسان کا بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے**"۔ اس پر بھی ہم اسی دوسرے حصہ میں بحث کر چکے ہیں اور یہ ثابت کر چکے ہیں کہ "**ہر انسان کا بچہ بے گناہ**" نہیں۔ بلکہ احادیث کی رو سے **گناہ آلود** پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ ہمیں تقدس مآب کی خاطر رکھنا منظور ہو لہٰذا دو ایک حدیث اور نقل کئے دیتے ہیں۔

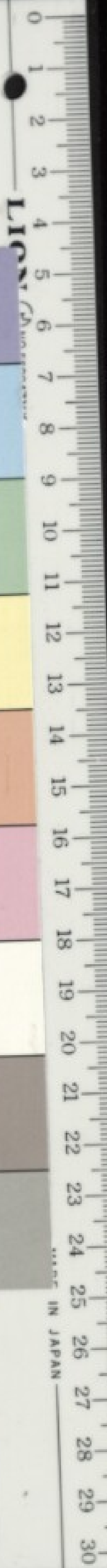
وعن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت دُعِی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی جنازۃ صبی من الانصار فقلت یا رسول طوبی لھذا عصفور من عصافیر الجنۃ لم یعمل السوٓ ولم یدرکہ فقال اوغیر ذالک یا عائشۃ ان اللہ خلق للجنۃ اھلا خلقھم لہا وھم فی اصلاب آبائھم وخلق للنار اھلا خلقھم لہا وھم فی اصلاب آبائھم رواہ مسلم (مشکوٰۃ کتاب ایمان فی القدر)

یعنے بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ ایک روز انحضرت صلعم ایک انصار کے چھوٹے بچے کے جنازہ پر بلائے گئے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ جنت کی چڑیا کیا ہی خوش نصیب ہو۔ نہ تو بُرا کام کیا۔ اور نہ اس [illegible] کیا۔ اس پر انحضرت صلعم نے فرمایا کہ اے عائشہ حقیقت یہ نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے نے جنت والوں کو اُن کے آباؤ اجداد کی پیٹھ میں جنت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اور دوزخ والوں کو اُن کے آباؤ اجداد کی پیٹھ میں دوزخ کے لئے پیدا کیا ہو"۔ اس حدیث کا مطلب بالکل صاف ہو کہ ہم کسی انسان کے بچے کے بارے میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ جنتی ہے یا دوزخی۔ یا بالفاظ دیگر کہ وہ بے گناہ ہو یا گناہ آلودہ۔ کیونکہ اگر بچے بیگناہ پیدا ہوتے تو اُن کے جنتی کہنے میں کیا قباحت تھی اور انحضرت صلعم نے بی بی عائشہ کو کیوں منع کیا کہ اس کو جنتی مت کہہ۔ حالانکہ وہ بچہ ایک مسلمان کا اور پھر ایک انصار کا بچہ تھا۔

اس امر کے ثابت کرنے کے لئے کہ "**ہر انسان کا بچہ بے گناہ**" اور "**ایک صحیح حالت**" پر پیدا نہیں ہوتا ہو۔ ہم ایک اور حدیث ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ حدیث بہت لمبی چوڑی ہو۔ اس لئے ہم اس کے اسی حصہ پر اکتفا کرتے ہیں جس کا تعلق ہمارے مبحث سے ہے وہ حدیث یہ ہے۔

وعن ابی سعید الخدری "ثم قال الا ان بنی آدم خلقوا علی **طبقات شتی** فمنہم من یولد مومنا ویحیی مومنا ویموت مومنا ومنہم من یولد کافرا ویحیی کافرا ویموت کافرا ومنہم من یولد مومنا ویحیی ویموت کافرا ومنہم من یولد کافرا ویحیی کافرا ویموت مومنا" (مشکوٰۃ کتاب الاداب فی الامر والمعروف)

یعنے۔ ابی سعید خدری کہتے ہیں کہ۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ خدا نے اولاد آدم کو **مختلف درجوں** پر پیدا کیا ہو۔ بعضے ان میں سے مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن رہتے ہیں اور مومن مرتے ہیں اور بعضے ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر رہتے ہیں اور کافر مرتے ہیں۔ اور بعضے ان میں سے مومن پیدا ہوتے



ہیں اور مومن رہتے ہیں اور کافر مرتے ہیں اور بعضے ان میں سے کافر پیدا ہوتے ہیں اور کافر رہتے ہیں اور مومن مرتے ہیں"۔ اب تقدس مآب ضروری اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ کیا سچ مچ یہی اسلام کی تعلیم ہے کہ "**ہر انسان کا بچہ بے گناہ پیدا ہوتا ہے**"۔ اس حدیث کی صرف ایک ہی تاویل ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ آپ کہہ دیں کہ کافر گنہگار نہیں ہوتا ہے اور اس پر امیر خسرو کا یہ شعر بھی بطور دلیل کے پیش کریں ؎

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست

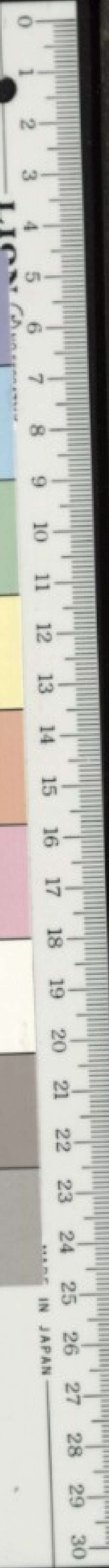
تب تو جناب کی واہ واہ ہوگی۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ بچوں کو تو جانے دیجئے۔ یہاں تو ہر ایک جوان اور ہر ایک بڈھے کے ایمان اور اسلام پر حرف آتا ہے جب "**بعضے مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن رہتے ہیں اور کافر مرتے ہیں**"۔ تو کس طرح ہم کسی مقدس ریش سفید کے حق میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ جنتی یا بالفاظ دیگر وہ ایماندار ہے۔ مگر ہم کسی کا دل دکھانا نہیں چاہتے ہیں۔ ورنہ بڑے بڑے مجددوں اور مقدسوں کے حق میں ہم اس حدیث کے ساتھ سوال کر سکتے تھے۔ لیکن یہ ہمارا وطیرہ نہیں ہے ہم تو صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ قارئین یہ معلوم کریں کہ تقدس مآب کیا فرما رہے ہیں اور اُن کا تنبورہ کیا الاپ رہا ہے۔

(۲) جزو دوئم میں آپ فرماتے ہیں کہ "**شیطان نے انہیں ورغلایا** اور اُن سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی۔ گو انہوں نے گناہ نہیں کیا کیونکہ گناہ کے لئے ارادہ ضروری ہے"۔ قارئین کرام خود دیکھ سکتے ہیں کہ تقدس مآب کہاں تک بے بس ہو گئے ہیں کبھی آپ فرماتے ہیں کہ "**شیطان نے انہیں ورغلایا** اور **اُن سے اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی سرزد ہوئی**"۔ اور کبھی فرماتے ہیں کہ "مگر انہوں نے گناہ نہیں کیا کیونکہ گناہ کے لئے ارادہ ضروری ہے"۔ ہم تقدس مآب سے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ۔ اگر "**شیطان کے ورغلانے**" سے اور **اللہ کے حکم کی نافرمانی** کرنے سے کوئی شخص مرتکب گناہ نہیں ہو سکتا ہے تو وہ اور کون سی بات ہے جس کے کرنے سے انسان گنہگار بن سکتا ہے؟ کیا شیطان کے ورغلانے میں آنا گناہ نہیں ہے؟ کیا اللہ تعالےٰ کے حکم کی نافرمانی کرنا گناہ نہیں ہے؟ میں کہتا ہوں کہ شیطان کی باتوں میں آنا ہی گناہ ہے وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ (۲-۱۶۳) تم شیطان کے نقشِ قدم پر مت چلو۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آدم شیطان کے نقش قدم پر چلے۔ یا بقول آپ کے "**شیطان نے انہیں ورغلایا**"۔ اور صرف ورغلایا ہی نہیں۔ بلکہ اُن پر سزا بھی مرتب ہوئی یعنے جنت سے نکالے گئے۔ اور اُن کے عیب بھی اُن پر ظاہر ہو گئے لیکن آپ آدم کی بریت پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ "کیونکہ **گناہ کے لئے ارادہ ضروری ہے**"۔ جس آیت کا جناب نے یہ ترجمہ پیش کیا ہے۔ اس پر تو ہم آگے چلکر بحث کرینگے۔ یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اگر جناب کا مقصد "**ارادہ**" سے یہ ہے کہ جس وقت خدا نے آدم کو منع کیا تھا اُسی وقت آدم نے پہلے نہیں کیا تھا کہ میں شجر ممنوعہ سے ضرور کھاؤنگا تو ہمارا ابھی یہی ایمان ہے کہ جس وقت خدا نے آدم کو منع کیا کہ "**تو اس درخت میں سے مت کھانا**" تو آدم کے خیال میں بھی یہ نہیں تھا کہ میں ضرور کھاؤنگا چاہے خدا ہزار منع کرے۔ لیکن آدم کا جب شیطان سے مقابلہ ہوا تو وہ اس مقابلہ میں شیطان کی باتوں میں آکر **مغلوب ہو گئے**۔ چنانچہ خود جناب نے بھی اس کو تسلیم کر لیا ہے کہ "فطرتاً اس میں یہ کمزوری ضرور ہے کہ وہ شیطان کے مقابلہ میں کبھی مغلوب بھی ہو جائے"۔ اب اگر جناب کے نزدیک شیطان سے مغلوب ہو جانا یا شیطان کی باتوں میں آکر خدا کی نافرمانی کرنا گناہ نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر دنیا میں نہ تو گناہ کا وجود باقی رہ سکتا ہے اور نہ گنہگار۔ کیونکہ ویسی صورت ہر گنہگار یہی عذر پیش کر سکتا ہو کہ میں نے تو نہیں کیا **شیطان نے مجھ سے کروایا**۔ یا مجھ میں تو کرنے کا ارادہ نہیں تھا۔ لیکن **شیطان نے ورغلایا**۔ تب کسی شاعر کا یہ مصرعہ ٹھیک مطابق واقع ٹھہریگا۔

کار بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

(۳) آپ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم شہادت دیتا ہے کہ وہ بھول گئے۔ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ہم نے اُس میں ارادہ نہیں پایا۔ تقدس مآب نے فَنَسِیَ کا ترجمہ "وہ بھول گئے" کیا ہے۔ جو محل کے لحاظ سے اور قرآن مجید کے متعلقہ بیانات کے اعتبار سے بالکل غلط ہے۔ قبل اس کے کہ ہم ناظرین کے لئے فَنَسِیَ کا صحیح ترجمہ پیش کریں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم قرآن مجید میں سے اُن آیات کو یہاں نقل کریں جن کا تعلق اس مباحثہ یا مکالمہ سے ہے جو انبیاء آدم اور شیطان کے مابین واقع ہوا تھا۔ کل قرآن مجید میں آدم اور شیطان کا قصہ تخمیناً آٹھ بار مذکور ہوا ہے۔ منجملہ دو جگہیں ایسی ہیں جن میں کسی قدر تفصیل کیساتھ آدم اور شیطان کا مکالمہ یا مباحثہ مندرج ہے۔ وہ جگہیں یہ ہیں:

(۱) وَيٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۔ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ۔ (الاعراف ۱۹-۲۲)



ترجمہ۔ اے آدم تم اور تمہاری بی بی جنت میں رہو اور جہاں سے تم چاہو کھاؤ۔ اور اس درخت کے قریب نہ جانا۔ پس گنہگاروں میں سے ہو جاؤ گے۔ پس ان دونوں کو شیطان نے وسوسہ دیا تاکہ جو کچھ ان سے چھپا دیا گیا تھا یعنے اُن کی شرمگاہیں دو اُن پر ظاہر کردے اور **کہنے لگا کہ تمہیں تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے کہ تم فرشتے** نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ **رہنے والوں** میں سے نہ ہو جاؤ اور ان دونوں سے **قسم کھائی** کہ بیشک یقیناً میں تمہارے خیرخواہوں میں سے ہوں پس شیطان نے **فریب** سے ان دونوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔"

(ب) فَوَسْوَسَ اِلَیْہِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا یَبْلٰی فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا یَخْصِفٰنِ عَلَیْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ وَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی (طٰہٰ ۱۲۰-۱۲۱)

ترجمہ۔ پس شیطان نے انہیں وسوسہ دیا کہا کہ اے آدم کیا میں تمہیں بتا دوں ہمیشہ رہنے کا درخت اور وہ **سلطنت جو کبھی پُرانی نہ ہو**۔ پس ان دونوں نے (آدم اور حوا نے) اس درخت سے کھا لیا اور اُن کی شرمگاہیں اُن پر ظاہر ہو گئیں۔ اور وہ اُن پر جنت کے درخت کے پتے چپکانے لگے اور "آدم نے **اپنے رب کا گناہ کیا اور گمراہ ہو گئے**۔"

قرآن مجید کی ان آیات سے جنکو ہم نے اوپر نقل کیا ہو ذیل کے امور ثابت ہوتے ہیں۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہو کہ حضرت آدم خدا کے حکم کو شجر ممنوعہ کے پاس مت جانا "بھول" نہیں گئے تھے۔ بلکہ شیطان کے فریب میں آکر اور چند چیزوں کی لالچ کی وجہ سے انہوں نے اللہ کے حکم کو دیدہ و دانستہ الدیا وہ امور یہ ہیں:

(۱) شیطان نے آدم کو خدا کا حکم یاد دلایا "اور شیطان نے **کہا کہ تمہیں تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے** کہ تم فرشتے نہ ہو جاؤ یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔"

(۲) "اور شیطان نے ان سے **قسم کھائی** کہ بیشک یقیناً میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔"

(۳) شیطان نے **فریب** سے ان دونوں کو اپنی طرف کھینچ لیا۔"

ان آیات کو دیکھکر کون منصف مزاج شخص کہہ سکتا ہو کہ آدم بھول گئے۔ جب کہ آیت نمبر اول میں صاف صاف تبلایا گیا ہو کہ شیطان نے حضرت آدم کو خدا کے اس حکم کو جو آدم کو کیا تھا۔ یاد دلایا "**تمہارے پروردگار نے اس درخت سے صرف اس لئے منع کیا ہے**۔" آیت نمبر دوم سے یہی معلوم ہوتا ہو کہ ابتدا حضرت آدم نے شیطان کی باتوں کے قبول کرنے سے انکار کیا ہوگا اور شیطان پر لعنت بھیجے ہونگے۔ تب ہی تو شیطان نے **قسم کھائی** "میں تمہارا خیرخواہ ہوں"۔ اگر حضرت آدم "**بھول گئے**" تو شیطان کی قسم کھانے اور اصرار کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور شیطان کو اُن کے سامنے سبز باغ پیش کرنے کی کیا حاجت کہ

(۴) تم **فرشتے** بن جاؤ گے یا ہمیشہ **زندہ** رہو گے

(۵) اور ایک ایسی **سلطنت** میں رہو گے جو کبھی پُرانی نہ ہوگی"۔ درحقیقت ان ہی دو باتوں کے لالچ نے ہمیشہ زندہ رہنا اور لازوال سلطنت نے آدم کو خدا کی نافرمانی کرنے پر اکسایا۔ جو فی الواقعہ محض فریب کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

پس "فَنَسِیَ" کا ترجمہ "وہ بھول گئے" کرنا قرآن مجید کی منشا کے برخلاف ہی نہیں ہو بلکہ آیات ما فوق کا منشا ہے۔ اب آپ پوچھینگے کہ "فَنَسِیَ" کا صحیح اور درست ترجمہ کیا ہونا چاہیے۔ یہ کہ "اس نے ترک کیا۔ خود قرآن مجید نے بھی اس لفظ کو اسی معنے میں استعمال کیا ہے۔ نسوا اللہ فنسیھم (سورۃ التوبہ ۶۸) منافقین نے اللہ کو ترک کیا پس اللہ نے بھی انہیں ترک کیا"۔ خود تقدس مآب نے اس کا انگریزی میں بھی ترجمہ کیا ہے۔ The have forsaken Allah so he has forsaken them

اسی طرح عزم کے معنے صرف ارادہ کے نہیں ہیں بلکہ **استقلال اور ثبات** کے بھی ہیں۔ چنانچہ زمخشری اولوالعزم کے معنے صاحبان کوشش و ثبات و صبر کے بتلاتے ہیں (منتہی الارب) پس اس پوری آیت کا وَلَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔ ترجمہ صحیح طور پر یوں ہو۔ "بے شک ہم نے آدم کو پہلے **حکم دیا تھا لیکن اس نے اس کو ترک (چھوڑ دیا) کیا اور ہم نے آدم میں استقلال (ثبات)** نہیں پایا۔ (باقی آئندہ)

تقریظ

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اب تک اس خیال نے بہتوں کو حیران و پریشان کر رکھا تھا کہ قرآن اور نیز احادیث میں تناقض تعلیم کیوں پائی جاتی ہو اور کیوں ایک ہی مسئلہ کے بارہ میں مختلف مقامات میں مختلف تعلیم دی گئی ہے۔ حتی کہ جس مسئلہ کی بابت ایک جگہ صفائی سے بیان ہُوا ہے اُسی مسئلہ کے بارہ میں دوسری جگہ نقیض بیان پایا جاتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ تو وہ بڑے زور شور سے لتجدن اقربھم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا

انا نصٰری کہتا ہو۔ اور دوسری جگہ لا تتخذ وا الیھود والنصٰری اولیآء کی تعلیم دیتا ہو۔ ایک مقام پر تو اُس وجیھا فی الدنیا والاخرۃ کے بارہ میں فرماتا ہو کہ انی متوفیک ورافعک الیّ۔ مگر دوسرے مقام میں ما قتلوہ وما صلبوہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بل رفعہ اللہ الیہ کا خیال پیش کرکے اُس کی تردید کرتا ہے۔ ہاں ایک آیت میں تو لا تبدیل لکلمٰت اللہ اور پھر وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب ومھیمنا علیہ کو دہرایا۔ مگر دوسری آیت میں ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا اور واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ کو بیان کیا۔ اسی طرح بے شمار آیات و احادیث موجود ہیں۔ جو کہ آپس میں ایک دوسرے کی ضد اور خلاف ہیں جن کے باعث مخالفین اسلام کو برابر آجتک یہ موقع ملا کہ ہر طرح کی کفر گوئی کرکے حقیقی اسلام یا مسیحیت کو بدنام کریں۔ بلکہ ان ہی احادیث اور قرآنی آیات کی بنا پر خود حضرت محمد صاحب کی ذات پر بھی ناجائز حملے کرکے انکی تکفیر کریں ایسے عجیب لاینحل معمہ اور لف ونشر میں ڈالنے والی باتوں کے حل کرنے کے لئے ہمارے معزز اور محترم بھائی بزرگوار پادری مولوی **غلام مسیح صاحب ایڈیٹر نور افشاں** نے کمر ہمت باندھکر اسلام کی تفتیش اور تحقیق کا بیڑا اٹھایا اور بمصداق خذ ما صفا ودع ما کدر کا کام کیا۔ اور اپنی بیش قیمت عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کرکے کمال عرقریزی اور جانفشانی سے قرآن و احادیث کا بغور مطالعہ کرکے اس کام کو انجام تک پہنچایا۔ اور **تحقیق الاسلام** جیسی لاثانی کتاب کے تین حصے لکھ دئے اور بخوبی ثابت کیا کہ اسلام مسیحیت کا دوسرا نام ہے اور خود آں حضرت بیبل مقدس کے مصدق اور مبشر تھے۔ اور تادم مرگ اُس پہ قائم رہے اور بہتوں کو اس حقیقی اسلام کی طرف بلایا۔ مگر اُن کی وفات کے بعد اسلام میں یہ خرابیاں ایسے دوست نما دشمنوں نے ڈالیں جنکے بارہ اُنہوں نے اپنی عین حیات میں بھی شکایت کی تھی کہ یٰرب ان قومی اتخذوا ھٰذا القرآن مھجورا بلا ریب (جیسا کہ لائق مصنف نے بتایا ہے) حضرت محمد صاحب کی وفات کے دن سے ہمارے زمانے تک کا مروجہ اسلام جو چلا آیا ہو۔ اُس میں کوئی صورت قرآن و اسلام محمدی کی پائی نہیں جاتی۔ بلکہ اس کی جملہ صورتیں اسلام و قرآن محمدی کے دشمن اور مکذب ہیں۔ یہ پرانی حنفیت اور بت پرستی اور شرک پرستی کا مجموعہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے اپنی وفات کے روز ہرگز ایسے لوگ اپنے پیچھے نہ چھوڑے تھے جو آپ کے قرآن اور اسلام کے صدق دل سے معتقد و عامل ہوں۔ بلکہ آپ اپنے پیچھے ایسی امت چھوڑ گئے تھے جس نے آپ سے سخت ظالمانہ سلوک روا رکھے۔ آپ کی میراث و ترکہ پر قبضہ کیا۔ آپ کے لواحقین کو حق سے محروم کیا۔ قرآن عربی کے متن کو گم کیا۔ لہٰذا وہ ہرگز قرآن و اسلام محمدی کے وفادار نہ تھے۔ بلکہ سخت دشمن تھے۔ انہوں نے قرآن میں دین حنیف اور اس کی مکروہات کی تائید و تصدیق کا اور قرآن اور اسلام محمدی کے جملہ مسلمات کی تکذیب کا متن بڑھایا۔ اپنی حنفیت کو اسلام کا برقع پہناکر فریب اور جبر سے اسلام کے نام سے حنفیت کی اشاعت کی۔

تحقیق الاسلام کے یہ ہرسہ حصے ایک لاجواب کتاب ہو جو کہ بلاشبہ کسی غیبی طاقت سے بڑی متانت اور دیانت کے ساتھ ملائم و سنجیدہ الفاظ میں لکھی گئی ہو اور ایسا زبردست و مضبوط آلہ ہو جس نے مروجہ اسلام اور حنفیت کو شکست فاش دی ہے۔ جس کے جواب دینے کی جرأت کسی مخالف کو نہ ہوگی۔ ہاں ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ حضرت محمد صاحب پر افترا اور بہتان لگانے والے تو اس کتاب کو ہاتھ میں لینے سے بھی ڈرینگے اور جھوٹے الزام لگانے کی ہرگز دلیری نہ کرینگے بلکہ وہ اس آیت قرآنی کے مصداق بنینگے کان حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ۔

ہم اپنے بزرگ بھائی کو اس محنت شاقہ کے لئے دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔ ہمارے بھائی نے درحقیقت قرآنی آیت لتجدن اقربھم کو خوب ثابت کرکے دکھایا اور بوجہ احسن دوستی کا حق ادا کیا۔ اور حقیقت و اصلیت کو شرح وبسط کے ساتھ ظاہر کیا اور حنفیت یا نقل اسلام کی قلعی کھول دی۔ اور یقین تو ہو ؎

چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر
کھُلجاتی ہے اخیر کو رنگت خضاب کی

اب ہم بمنت اپنے مسیحی اور مسلم بھائیوں سے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ اس کتاب کے ہرسہ حصص کو لیکر دعا کے ساتھ بغور مطالعہ فرمائیں۔ اور جناب پادری صاحب کی محنت کی داد دیں۔ **کیا اچھا ہو کہ ہماری سیمنریوں میں یہی کتاب مقرری کورس ہو۔ اور ہر ایک مسیحی مناد کو اس کی ایک ایک کاپی دیکر دی جاوے**۔ اور تمام مسیحی اس کو مکرر سہ کرر پڑھیں اور خرید کر غریبوں کو مفت بانٹیں اور دیگر زبانوں میں اس کے ترجمے شائع کریں تاکہ سب لوگ اس سے مستفیض ہوں **وہ مشنری صاحبان جو محمدیوں میں اپنی خدمت کو انجام دیتے ہیں خاص طور پر توجہ دیں**۔

ہمارے خیال میں بزرگ پادری صاحب تو اکثر اوقات پر از حد مسرور ہوکر دل ہی دل میں کہتے ہونگے۔

للہ الحمد کہ طے ہوگئی منزل میری
فضل حق سے ہوئی حل ساری یہ مشکل میری

اور کہ

دلا تو داد بدہ زاں کہ ہیچ آساں نیست
کہ بادام در آوردہ ایم عنقا را

کتاب ہذا کے ہرسہ حصص قیمت ۱۲ پر سکریٹری



پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور سے ملسکتی ہے۔

راقمہ:- ابوالعزیز
از شفلس انیکس (ہوٹل) ڈلہوزی

خبریں

سرکاری اعلان ہے کہ رائے صاحب چھوٹورام نے وزارت پنجاب کے دفتر کا چارج ۲۲ ستمبر ۱۹۲۲ء کے روز لے لیا ہے۔

ہم پیشتر کسی نمبر میں علاقہ سی۔ایم۔ایس گوجرہ کے متعلق خبر شائع کر چکے ہیں کہ اس علاقہ میں مرزائی اصحاب نے کام شروع کر کے بعض مسیحیوں کو پادری ہیرس صاحب کی غیر حاضری میں مسیحی بنا لیا ہو۔ بعد کو معلوم ہوا ہو یہ خبر غلط تھی۔ پادری ہیرس صاحب گرمیوں میں پہاڑ گئے ہی نہیں۔ اپنے علاقہ میں مقیم رہے ہیں۔ نہ کوئی مسیحی مرزائی بنا ہے۔ جس کے لئے ہم دل سے خدا کا شکر کرتے ہیں"۔

گورنمنٹ کا اعلان ہے کہ گورنمنٹ نے سرکاری ملازموں کے سفر کے لئے جو ۲ فی میل کے خرچ کا ۳۱ جنوری ۱۹۲۱ء میں انتظام فرمایا تھا اس میں تبدیلی ۳۱ مئی ۱۹۲۲ء کے اعلان کے مطابق کر دی گئی ہے۔ جس پر عملدرآمد پہلی دسمبر ۱۹۲۲ء سے شروع ہوگا۔ تبدیلی یوں کی گئی ہے کہ تیسرے درجہ کے سرکاری ملازموں اور بیوپاریوں کو بجائے ۲ فی میل کے ڈیڑھ آنہ فی میل سفر خرچ ملا کریگا۔ سی۔سی گارٹ ڈپٹی سکریٹری گورنمنٹ پنجاب ریونیو ڈیپارٹمنٹ۔ ایم بخش۔

یادرفتگان

مرحومہ رانی ہرنام سنگھ صاحبہ

شملہ۔ بخت افسوس کی خبر ہے کہ ۱۰ ستمبر کے روز رانی صاحبہ لیڈی ہرنام سنگھ بیگم راجہ سر ہرنام سنگھ کپورتھلہ کل رات کو شملہ میں انتقال فرما گئیں۔ ہم دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا حضور راجہ سر ہرنام سنگھ اور دیگر عزیز و اقارب کو تسلی اور صبر جمیل عطا فرمائے۔

دہرہ دون ۱۰ ستمبر کی خبر ہے کہ مسٹر الفرڈ نندی صاحب جو ایک مشہور مسیحی بزرگ تھے انتقال کر گئے ہیں۔

ہم نہایت افسوس سے لکھتے ہیں کہ اگنیس لاجونتی بھجامل صاحبہ کا ۱۸ اگست ۱۹۲۲ء کے روز قصبہ جوالاپور تحصیل رڑکی ضلع سہارنپور میں انتقال ہو چکا ہے۔ جہاں تک انسانی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے وہاں تک ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے جو پایہ ناز دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں اُن سے مسیحی جماعت کی طاقت میں عظیم خامی اور کمزوری پیدا ہو گئی ہے جو پورا ہونا محال نظر آتی ہو۔ خدا کو ہی علم ہو کہ مسیحی جماعت کے ان تازہ زخموں کا معالجہ و مداوا کیا ہو؟

کلکتہ۔ ۱۰ ستمبر۔ اخبار سٹیٹسمین رقمطراز ہے کہ سب جج گیا نے ٹیکاری راج کے مقدمہ کا فیصلہ شائع کیا! مسٹر اسٹوبل مہارانی ٹیکاری نے دو دستاویزات کی بنا پر ۴½ ہزار روپیہ ماہوار حین حیاتی دلائے جانے کا مطالبہ کیا تھا۔ سب جج نے فیصلہ لکھا ہے کہ یہ مفروضہ شادی ہی ناجائز تھی۔ کیونکہ خاتون موصوف نے مسٹر اسٹوبل سے جو طلاق حاصل کی ہے وہ ناجائز تھی اور شادی اس وجہ سے بھی جائز قرار نہیں دی جا سکتی کہ ہندو مذہب کے مطابق تبدیل مذہب ناجائز ہو اور وہ رسوم شادی جو آریہ سماجی طریقہ سے عمل میں لائے گئے جو ہندو مذہب کے اصول و قانون کے مطابق قابل قبول نہیں ہیں۔ سب جج نے یہ بھی رائے ظاہر کی ہو ٹیکاری راج کے خاندانی جواہرات کے متعلق اگر مہارانی پر دعوے کیا گیا تو ضرور کامیاب ہوگا۔ کیونکہ وہ اُن کی ذاتی آرایش و زینت کے لئے دیئے گئے تھے اور بخشش کے طور پر نہیں دیئے گئے تھے۔

بمبئی ۱۵ ستمبر۔ دو شخصوں میں سے ایک کو ۲۵۰ روپیے اور دوسرے ۱۵۰ روپے جرمانہ کی سزا دی گئی ہو۔ کیونکہ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ جھوٹی ڈاکٹری ڈگریاں لگا لی تھیں۔ جبکہ وہ مستحق نہیں تھے۔

کلکتہ۔ ۲۰ ستمبر۔ میں تمام ہندو مسلم اخبارات انجمنوں اور ذی اثر اصحاب سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی تمام جد وجہد ہندو مسلم اختلاف کے اسباب کے دُور کر دینے کے کام میں لگا دیں سارے ہندوستان میں جلسے منعقد کر کے مہاتماجی کو اطمینان دلایا جائے کہ لوگوں نے اُن (مہاتماجی) کی خواہش کے مطابق کاربند ہونے کا فیصلہ کر لیا ہو اور مہاتماجی سے درخواست کی جائے کہ وہ برت چھوڑ کر ان (ہندوؤں اور مسلمانوں) کو آخری موقع دیں۔ اگر ہم اب بھی اختلاف کے اسباب کی بیخ کنی کرنے پر صدق دل سے آمادہ نہیں ہیں تو تمام ہندوؤں اور مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے الفاظ "آزادی" اور "سوراج" فراموش کر دینا چاہیے۔

مہاتماجی کے برت سے متاثر ہو کر لاہور کے تین مسلم اخبارات نے ایک ہفتہ کے لئے شر انگیزی سے پرہیز کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ وہ یوں کہ اپنے ایڈیٹوریل کالموں میں ہندوؤں کے خلاف کچھ نہ لکھینگے۔ چاہے ہندو اخبارات لکھتے رہیں۔ ہم خوش ہیں کہ آخر ایک ہفتہ تک شر انگیزیوں کی چھیڑ چھاڑ بند رہیگی۔ لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ جو کام دس لیڈنگ آرٹیکل نہیں کرتے وہ ایک ہی اشتعال انگیز خبر کر سکتی ہے۔ کاش ہمارے برادران اس

امر میں غور کرتے۔

لیکن کیا ہمارے مسلم معاصرین اس وعدہ کی میعاد میں اضافہ نہیں کر سکتے۔ ان کا یہ طرز عمل درحقیقت قابل تقلید ہے۔ لیکن وہ زیادہ قابل ستایش بھی ہو جائے اگر وہ اس ہفتہ کے وعدہ کو دائمی شکل دیدیں۔ وہ جائز اظہار اختلاف نکتہ چینی نہ کریں۔ یہ ہم نہیں کہتے۔ لیکن ہماری درخواست ہے کہ وہ کوشش کریں کہ ان کی کوئی حرکت ہندو مسلم نا چاقی میں اضافہ کرنے کا باعث نہ ہو۔ بلکہ اسے کم کرنا ہی انہیں اپنا شیوہ سمجھنا چاہئے۔ (ہندو ماترم)

برلن ۲۳ ستمبر۔ گرینڈ ڈیوک سرل نے باشندگان روس کے نام ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں درج ہے کہ میں روس کے خالی تخت پر بیٹھ گیا ہوں اور میں نے زار کا لقب اختیار کر لیا ہے۔

گرینڈ ڈیوک فی الحال سرکاری طور پر غیر ملکی حکومتوں کو اس کارروائی سے مطلع کرنا نہیں چاہتا اور جرمنی میں رہایش جاری رکھیگا۔

جنیوا ۲۰ ستمبر۔ گورنمنٹ چین نے لیگ اقوام میں اپنے نمایندوں کو تار دیا ہے کہ لیگ اقوام پر زور دیں کہ اپنی کونسل میں ایک نشست چین کو دے اور اگر ایسا نہ کیا جائیگا تو پارلیمنٹ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ وہ لیگ اقوام سے اپنے نمایندہ کو واپس بلائے گا۔ اس میں یہ بھی درج ہے کہ چھ غیر مستقل نشستوں میں سے ۴ یورپ کو دی گئی ہیں اور دو جنوبی افریقہ کو۔ لیکن ایشیا کو کوئی نشست نہیں دی گئی۔

جنیوا ۲۰ ستمبر۔ آج روم میں اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کے درمیان عام ثالثی کے معاہدہ پر دستخط کئے گئے۔ آج تک صلح اور اس کے سلسلہ میں جتنے عہد نامے ہوئے ہیں یہ ان سب میں طویل ترین ہے۔

جس میں درج ہے کہ تمام قسم کے جھگڑوں کا فیصلہ پُرامن طور پر کیا جائے۔ جب تمام دیگر ذرائع ناکام رہینگے۔ تو جھگڑے کے سوال کو بین الاقوامی عدالت انصاف میں پیش کیا جائیگا

قاہرہ ۲۰ ستمبر۔ ابن مسعود کے ایجنٹ نے دمشق میں بیان کیا ہے کہ وہابیوں نے مسلمانان دنیا بالخصوص مسلمانان ہند کے اشارہ پر شاہ حجاز کے خلاف چڑھائی کی ہے۔

مباحثہ

سیالکوٹ کے عیسائی مشنری پادری کننگسن صاحب نے مجھے مباحثہ کے واسطے چیلنج دیا ہے اور میں نے اس چیلنج کو منظور کر لیا ہو۔ مباحثہ ابتدائی اکتوبر میں ہوگا تاریخیں پھر شائع کیجائینگی

ڈاکٹر مفتی محمد صادق
قادیان

ضرورت

بلند شہر سی ایم ایس ورنیکولر مڈل اسکول کیلئے ایک شادی شدہ مسیحی اُستاد کی جلد ضرورت ہو جسے ہندی اُردو و حساب کی معقول لیاقت ہو اور چھوٹی جماعت پرائمری اسکول کے طلبا کو بخوبی تعلیم دیسکے اور بارہ یا چودہ مسیحی لڑکوں کے ایک چھوٹے بورڈنگ کا معقول انتظام بھی کر سکے۔ تنخواہ حسب لیاقت مبلغ ۲۵ روپیہ سے ۳۰ روپیہ ماہوار ملیگی۔ درخواست کنندگان کو اپنی درخواستیں معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر روانہ کرنی چاہئیں:۔

پادری اے جے ہاروی صاحب
چرچ مشن بلند شہر (یو۔پی)

اردو کتابیں

مسئلہ تخلیق۔ انسان کی ابتدا کے متعلق ہندو محمدی اور مسیحی دین کی تعلیمات کا بیان صفحہ ۶۹ قیمت ۲ مجلد ۴

متی کی انجیل پر سوالات۔ سنڈے اسکول کے طالب علموں کے فائدہ کی چیز ہے صفحہ ۷۰ ۱ر

مطلع نور۔ مسماۃ بسنتو۔ ایک بنگالی عورت کی زندگی اور مسیحی ہونے کے حالات صفحہ ۱۳۴ ۲ر ۲ پائی

معذرت نامہ سقراط۔ یونانی علم و ادب کا مطالعہ کرنا ہو تو یہ کتاب پڑھیں صفحہ ۱۰۹ ۱ر

تحقیق الاسلام حصہ اول مصنفہ پادری غلام مسیح صاحب۔ ثابت کیا ہے کہ صرف مسیحی دین ہی دین اسلام ہے صفحہ ۱۳۰ ۱۰ر

تحقیق الاسلام حصہ دوم۔ اسلامی اور قرآنی اور حقیقی یسوع مسیح کے پُر رشک حالات صفحہ ۱۶۰ عہ

تحقیق الاسلام حصہ سوم۔ اس میں مروجہ اسلام کی قلعی کھول کر رکھ دی ہو۔ مگر آجتک کسی مسلمان کو ان کتابوں کی تردید میں ایک لفظ کہنے کی بھی جرات پیدا نہیں ہوئی۔ ہندو اخباروں نے طول طویل ریویو لکھے ہیں صفحہ ۲۴۰ عہ

پٹھانکوٹ میں قوت کا گھر۔ مصنفہ مس ایم جے کیمبل صاحبہ۔ نہایت پرلطف سچے واقعات و حالات سے مملو بالتصویر ٹمپرنس تصنیف ہے صفحہ ۱۲۸ ۱۰ر

قدرت کے متعلق کہانیاں: بچوں کے لئے نئے طرز پر قدرتی اشیا کی واقفیت کہانیوں کے پیرایہ میں صفحہ ۸۸ ۔ ہر

ثالوث مقدس کی توحید۔ مسیحی مسئلہ توحید کا اسلامی توحید سے مقابلہ بعہ محبت کا دین صفحہ ۶۰ ۳ر

شہدائے صلیب۔ سادھو سندر سنگھ صاحب کی زندگی کے حالات صفحہ ۱۰۰ ۵ر شُقف ۲ر پتیلہ

سکریٹری پنجاب رلیجس بُک سوسائٹی انارکلی لاہور



مذہب اور سائنس

نمبر نہم

فضیلت مذہب الٰہی

اہل فلسفہ اس قدرت اور حکمت کو نہ سمجھ کر ٹھوکر کھا کر گر جاتے ہیں۔ عدم تفہیم و تسلیم کی وجہ یہ ہو کہ اُن کے ساختہ سائنس کے مطابق یہ سائنس نہیں اُن کے پائے عقل لڑکھڑا جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ جسمانی اور مادی سائنس نہیں جو جسمانی عقل سے سمجھا جائے۔ یہ روحانی امورات ہیں جو کہ روح ہی سے سمجھے جاسکتے ہیں۔ مادی سائنس والوں کے نزدیک تو یہ باتیں **بے وقوفی** ہیں۔ مگر ایمان لانے والوں کے واسطے یہی باتیں خدا کی **حکمت** اور **قدرت** ہیں

کیا آپ کا موجودہ **علم جیالوجی** (علم طبقات الارض) بے علموں کے نزدیک بے وقوفی نہیں ہو۔ کسی جگہ جا کر گرتے زمین پر ہی لکچر دیجئے جہاں نیو سائنس نہیں پھیلا۔ اور آپ بڑے زور شور اور شد و مد سے بیان کریں کہ زمین اپنے محور پر گردش کرتی ہے۔ تو وہ لوگ آپ کی نسبت کیا خیال کرینگے ہی کیا اُن کے نزدیک آپ کی باتیں اول درجہ کی **جہالت** نہ ہونگی؟ اور وہ یہ نہ کہینگے کہ ہمارے بزرگوں نے تو فرمایا ہے کہ آسمان گھومتا ہے اور چکی کی مانند گردش کرتا ہے اور زمین ساکن ہو جیسا کہ ایک بزرگ فرماتا ہو کہ ؎

رات دن چکر میں ہیں سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیوں۔

لیکن جب انہی ناہلوں کی اولاد علم حاصل کرتی ہے تو وہ آسمان کی حرکت کو لغو سمجھتی اور اپنے پہلے آبائی سائنس کو بے وقوفی سمجھتی ہے۔ اور حرکت زمین کی قائل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ایک وقت آئیگا کہ کلام آلہی کی حکمت اور قدرت مخالفوں کے ذہن میں آجائیگی۔ تب وہ بڑی پشیمانی اور ندامت کے ساتھ قائل ہونگے کہ جن باتوں کو ہم بے وقوفی سمجھتے تھے وہ درحقیقت سچا اور

راست سائنس ہے۔

ناظرین با تمکین! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ **فی الحقیقت** یہ روحانی سائنس ایسا اعلیٰ اور بالا ہو کہ میری کیا حقیقت اور بساط ہو! دنیا کا بڑے سے بڑا عالم بھی اس کی تفسیر اور تشریح سے عاجز ہو جبکہ بڑے بڑے لاثانی سائنس دان مثلاً لارڈ بیکن۔ سر آئزک نیوٹن ایڈورڈ گلاڈ۔ سر الیور لاج۔ ڈاروِن ہکسلی ہربرٹ سپنسر۔ ارنسٹ ہیکل وغیرہ وغیرہ اپنے آپ کو مادی سائنس کے جاننے اور سمجھنے میں **طفل ابجد خواں** سے زیادہ نہیں سمجھتے تو اس روحانی سائنس کے بیان کرنے کا کون دعوےٰ کرسکتا ہو؟ درحقیقت اس علم میں بڑے سے بڑا عالم علم آلہی طفل مکتب سے بھی کمتر درجہ رکھتا ہو۔ یہ اسرار مکتوں ہیں ان کا سمجھنا آسان اور سہل نہیں ہو۔ ایک شاعر نے سچ کہا ہے ع

کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معمار ا

پس جس طرح آپ آجکل مغربی سائنس کو **تجربہ** کی بنا پر اعلیٰ مانتے ہیں۔ اسی طرح آپ کلام آلہی (بائبل مقدس) کے روحانی سائنس کا تجربہ اپنی گھٹا ہوا لو دیوع پر کرکے دیکھیں کہ واقعی یہ اُس مادی اور دنیوی سائنس سے بدرجہا اعلیٰ و بالا ہے یا نہیں؟ آپ صرف اتنا کہہ کر نہ ٹالدیں کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اس حکمت اور قدرت کا تجربہ تمام روحانی عالم کے سائنس دان متنا آمین کرتے آئے ہیں اور کر رہے ہیں۔ آپ بغیر تجربہ کئے اس روحانی سائنس کو جو خدا کی حکمت اور قدرت ہے **غلط** نہ کہیں۔ یہ آپ کا حق ہرگز نہیں۔ اگر تجربہ کرنے کے بعد غلط ثابت ہو تو بیشک آپکا حق ہے کہ اس کو غلط ثابت کریں۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ روحانی باتیں روح ہی سے سمجھی جاسکتی ہیں۔ آپ اس کا تجربہ **روحانی اصولوں** کے مطابق کریں نہ کہ مادی اصولوں سے کیونکہ ظاہر ہے کہ ڈاکٹری حقیقتوں کا تجربہ کو ڈاکٹری اصولوں سے ہوا کرتا ہو نہ کہ اسٹرانومی کے اصولوں سے ؎

بوریا باف گرچہ بافندہ است
نہ برندش بکارگاہ حریر۔

میں نے پہلے کسی نمبر میں ثابت کیا ہے کہ سائنس کے جملہ بنیادی اصول انسان کی سمجھ اور دسترس سے قطعی باہر ہیں۔ ہم اُن کو صرف **ایمان** ہی سے قبول کئے بیٹھے ہیں۔ اسی طرح آپ اس روحانی سائنس و فلسفہ کو ایمان سے قبول کریں۔ اس کے سامنے تسلیم خم کریں۔ اور محبت و فرمانبرداری سے اس کی **تحقیقات** کریں۔ اگر بالفرض سردست اور یکایک وجود باری تعالیٰ۔ الہام۔ مسئلہ کفارہ و نجات۔ تثلیث مقدس و وحدت الٰہی۔ تجسم مسیح وغیرہ وغیرہ مسائل آپ کی ناقص سمجھ میں نہ آسکیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ آپ اس کی تحقیقات سے دست بردار نہ ہوں۔ بلکہ خدا سے ہدایت طلب کرکے مطالعہ کریں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اگر آپ موٹر انجن کو چلا نہیں سکتے اور نہ اسکی کلوں کو سمجھ سکتے ہیں تو اس کو غلط کہکر آپ چھوڑ بھی نہیں سکتے ہیں۔ خوب یاد رکھئے کہ صرف اسی روحانی سائنس پر آپ کی آئندہ کی بہبودی اور غیر فانی نجات اور دیدار آلہی کا دارومدار ہے۔

فی الجملہ اے عزیز معزز محترم و محتشم ناظرین!!! اب اجازت ہے کہ اس طویل مضمون کو ختم کر دوں! بہت بہتر ختم کئے دیتا ہوں۔ لیکن اس وسیع مضمون کے خاتمہ سے پیشتر چند ضروری الفاظ کلمات آپ کے ذہن نشین کر دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔ ذرا گوش ہوش سے سنیئے۔

مذہب اور سائنس کا تصادم طالبان حق کے لئے ایک وقیع مسئلہ ہو۔ اگر مذہب سے مراد بالجملہ تمام امورات ہوں یا مافوق الفطرۃ الہامی تعلیمات

البتہ میں شامل سمجھے جاتے ہیں اور سائنس کا مفہوم مادی عالم کی تحقیقات بذریعہ مشاہدہ و تجربہ ہوا اور ساتھ ہی سائنس کو خدا کے افعال یعنی نظامِ عالم و فطرت کا ترجمان مانا جائے تو جہاں تک اسکی ترجمانی صحیح ہوگی۔ اس کے مسائل اور نتایج سات صحیح کتبِ الہامی کی راسخ تعلیمات میں خدا کے کلام کے مطابق بلکہ اُس کے مؤید ہونگے۔

قدیم زمانے میں ملک یونان میں فلسفہ ایک مجموعہ کا نام تھا۔ جس میں طبعیات۔ عنصریات۔ فلکیات۔ الٰہیات مابعد الطبعیات (میٹا فزکس) سب کچھ شامل تھا۔ لیکن یورپ نے نہایت صحیح اصول پر اس کے دو حصے کر دیئے جو مسائل مشاہدہ اور تجربہ کی بناپر قطعی اور یقینی ثابت ہو گئے اُن کو تو سائنس کا لقب دیا اور جو مسائل تجربہ اور مشاہدہ کی دسترس سے باہر تھے انکا نام فلسفہ رکھا مسائل جدیدہ کی نسبت یہ خیال جو عام طور سے پھیلا ہوا ہے کہ وہ قطعی اور یقینی ہیں وہ صرف سائنس کے مسائل ہیں اور یہی بات ہے کہ یورپ میں ان کی نسبت طبقہ علما میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ لیکن فلسفہ کی یہ حالت نہیں ہو۔ یورپ میں آج فلسفہ کے بیسیوں سکول ہیں اور اُن میں اس قدر شدت سے اختلاف ہے کہ اگر اُن سب کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ ماننا پڑیگا کہ کہ ایک چیز ایک ہی وقت میں سفید بھی ہو سکتی ہے اور سیاہ بھی۔

اب دیکھنا چاہئے کہ سائنس کو مذہب سے کیا تعلق ہے۔ سائنس جن چیزوں کا اثبات یا ابطال کرتا ہے۔ مذہب کو اُن سے مطلق واسطہ نہیں۔ عناصر کس قدر ہیں۔ پانی کن چیزوں سے مرکب ہے۔ ہوا کا کیا وزن ہے بجلی کیا ہو۔ آواز کسکو کہتے ہیں۔ روشنی کیا ہے اور اُسکی رفتار کیا ہے۔ زمین کے کتنے طبقات ہیں۔ نباتات کی زندگی کا اصول کیا ہو حیوانات کی زندگی کا کیا علم ہے؟ یہ اس قسم کے مسائل بالکلیہ سائنس کے مسائل ہیں۔ مذہب کو ان مسائل سے کچھ سروکار ہی نہیں ہو۔ مذہب ان علوم کی تعلیم دینے کے لئے نہیں آیا۔ پس جو مذہب ان دنیوی علوم کی تعلیم دیتا ہو وہ مذہب مذہب ہی نہیں بلکہ علم کی پرائمر ہے۔ مذہب جن چیزوں کی بحث کرتا ہے وہ یہ ہیں خدا۔ روح۔ فرشتگان۔ انسان کی برگشتہ حالت اور اُسکی نجات کی تدبیر۔ قیامتِ مُردگان۔ دوزخ۔ بہشت۔ جزا و سزا وغیرہ وغیرہ۔ اب آپ ہی بتائیے کہ ان میں سے کون سی چیز ہو جسکو سائنس از روئے مشاہدہ و تجربہ ہاتھ لگا سکتا ہے۔ سائنس کے بڑے بڑے نامور اساتذہ نے جب کہا تو یہی کہا کہ ہم کو ان چیزوں کا علم نہیں ہو یا یہ کہ یہ چیزیں ہمارے مشاہدہ اور تجربہ کے احاطہ سے باہر ہیں۔ یا یہ کہ ہم صرف ان باتوں کا یقین نہیں کرتے۔ بیونکہ ہم صرف اُن باتوں کا یقین کرتے ہیں جو تجربہ اور مشاہدہ سے ثابت ہو سکتی ہیں۔ کوتاہ نظر اور ناعاقبت اندیش عدمِ علم سے علمِ عدم سمجھ جاتے ہیں۔ سائنس والے تو یہ کہتے ہیں کہ ہم کو یہ چیزیں معلوم نہیں۔ کوتاہ بیں اور جہلا اس کے یہ معنے لیتے ہیں کہ ہم کو ان چیزوں کا نہ ہونا معلوم ہے۔ حالانکہ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

مختصر یہ ہے کہ خلط مبحث اُس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب سائنس اور مذہب دونوں میں سے کوئی اپنی مقررہ حد سے بڑھکر دوسرے کی حد میں قدم رکھتا ہو اور یہی خلط مبحث تھا کہ جس نے ملاحدہ اور منکرین مذہب کے خیالات کو قوت دی بلکہ دراصل اسی خلط مبحث نے الحاد اور بے دینی اور گمراہی کے خیالات پیدا کئے مُتقدمین مُتاخرین نے علمی تحقیقات اور ایجادات کو کبھی مذہب کا حریف مقابل نہیں سمجھا بلکہ محققین نے صاف تصریح کر دی کہ اسبابِ کائنات اور مسائل ہیئت وغیرہ نبوت کی سرحد سے الگ ہیں اور انبیاء کو مذہبی امورات کے سوا اور کسی چیز سے غرض نہیں ہے۔ مذہب کو

مرصم

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہو اور شہر سے تقریبًا ایک میل باہر ایک پُر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے اس کے متعلق ہوا دار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان۔ لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجایش ہو۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں مُلتمس پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیرنگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے نتیجہ صحیح ہو۔ اک لوئر پرائمری میں فی طالب علم چہ آنہ کری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہو۔

کلاس فیس سرکاری کا نرخ ہو۔ متفرق اخراجات کے ڈیڑھ روپیہ ماہوار ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری کا اس کے علاوہ ہو۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہو علاوہ ازیں جز کتا ۱ عہ سے مالہ تک کرو کرنول عہ سے ۵عہ تک مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ بی۔ کلارک صاحب ایم۔ اے مینیجر نور افشاں ایمپریس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔